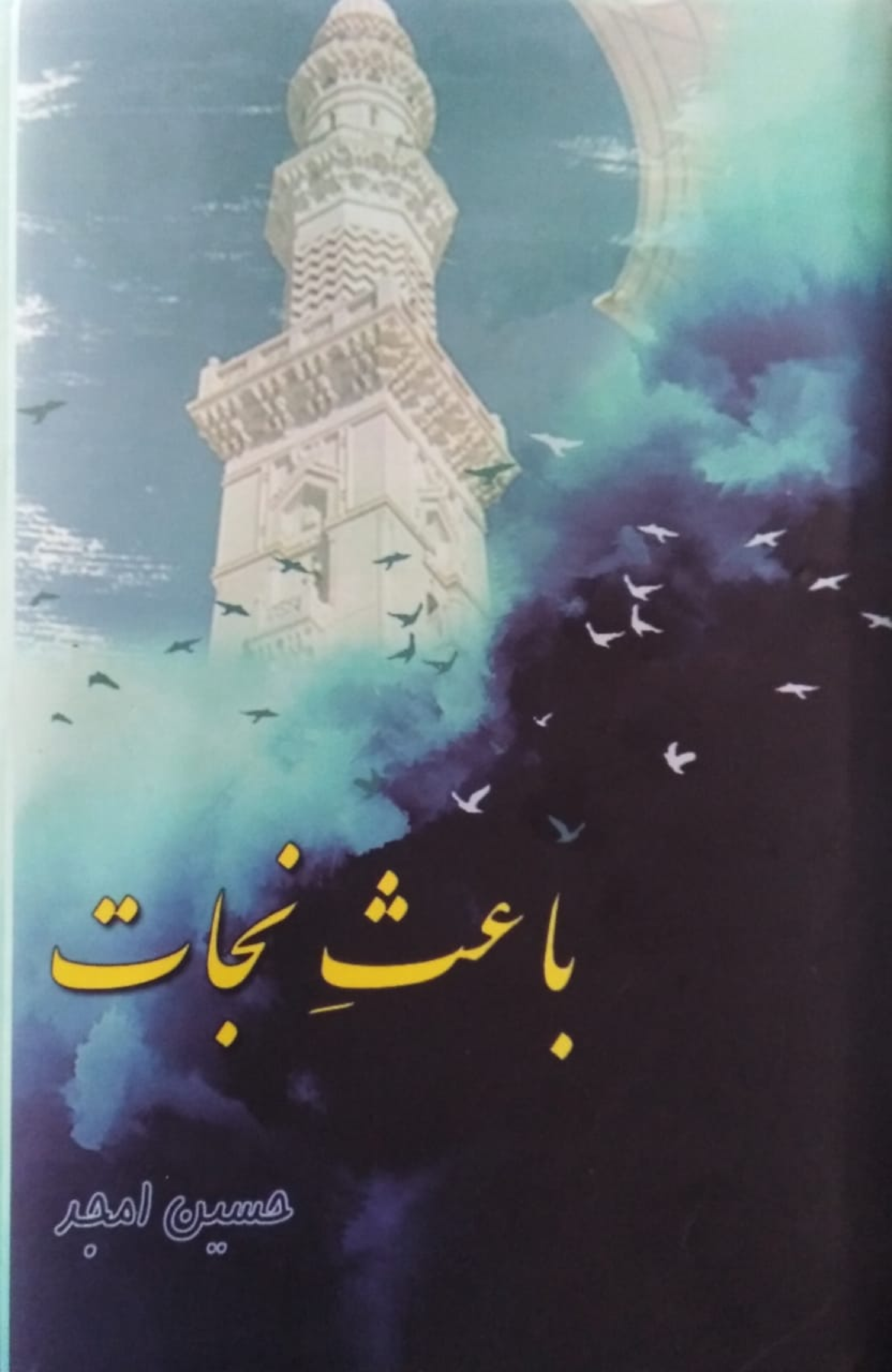

باعثِ نجات
حسین امجد



# باعثِ نجات

(نعتیہ مجموعہ)

حسین امجد

---

جمالیات پبلی کیشنز، اٹک

## ضابطۂ اشاعت




| | | |
|---|---|---|
| کتاب | : | باعثِ نجات |
| مصنف | : | حسین امجد |
| اشاعت | : | ۲۰۲۳ء |
| پروف خوانی | : | سجاد حسین سرمد |
| کمپوزنگ | : | الحق کمپوزر اٹک |
| قیمت | : | -/400 روپے |
| ناشر | : | جمالیات پبلی کیشنز، اٹک |


☆

روشنی تُو مجھے عطا کر دے

میری آنکھوں میں رات ہے مولا

# ”محبتیں“

ڈاکٹر سید شبیہ الحسن رضوی

سید شاکر القادری

آغا جہانگیر بخاری

سید نصرت بخاری

طاہر اسیر

سجاد حسین سرمد

مشتاق عاجز

ابوالکمال عروس فاروقی

ڈاکٹر حنا ظفر

ثقلین عباس انجم

داؤد تابش

سید حبدار قائم

☆

# اِنتساب

والدین

اور

بیوی، بچوں

کے نام

# تاریخ

## باعثِ نجات

ہو مبارک تمھیں حسین امجد — چھپ رہی ہے تمھاری وجہِ نجات
نور ہے اس میں عشق و الفت کا — اس میں ہے سرورِ حرم کی نعت
ہے محبانِ مصطفیٰؐ کے لیے — کیف و تسکین کی، خوشی کی بات
اِس کو پڑھ کر ضرور مچلیں گے — عاشقانِ رسولؐ کے جذبات
کاش اِس کے طفیل چینج آئے — کاش بہتر ہو اِس سے طرزِ حیات
قارئین کے لیے یہ ثابت ہو — باعثِ بخشش و عطا و نجات
کوئی پوچھے جو سالِ طبعِ کتاب — کہیے ''مہرِ مبینِ نعت و صفات''

___1444ھ___

صاحبزادہ محمد نجم الامین عروس فاروقی
مونیاں شریف، گجرات، پاکستان

# فہرست

# باعثِ نجات - باعثِ حیات وکائنات

(فلسفہ ءنجات کے تناظر میں مطالعہ ءنعت کے لیے زاویے)

ڈاکٹر سید شبیہ الحسن رضوی

جس عظیم المرتبت ہستی ﷺ کا اِسم و ذِکر، جناب حسین امجد، اور ہم سب، کے لیے باعثِ نجات ہے وہؐ درحقیقت، باعثِ حیات وکائنات ہے۔حیات کی کُل کائنات اور کائنات کی ہرحیات، اسی حیات سے حیات ہے، جسے حَیُّ القیّوم نے حدیثِ قُدسی میں صاحبِ لولاکؐ فرمایا ہے۔

یوں تو جناب حسین امجد شاعری کی مختلف اصناف میں رواں ہیں لیکن ان کی شاعری اور شخصیت، دونوں پہ دُنیا نہیں دِین غالب ہے، دِین بھی وہ جسے غالب ہونے کے لیے بھیجا گیا ہے اور غلبہ بھی وہ جو زور وزَر اور جَور و جبر کے بَل پہ نہیں بلکہ رحمت کے ذریعے ہو اور رحمت بھی وہ جو عالمین کے لیے رحمت ہے۔اسی لیے حسین امجد کہتے ہیں:

حضورؐ! آپؐ کی ایسی زبانِ رحمت ہے

رحمت کا ربط ورشتہ نجات سے راست ہے یعنی حضورؐ کے دامانِ رحمت سے متعلق و منسلک رہنا ہی راستی کا وہ راستہ ہے کہ رستگاری ونجات ہی جس کی منزلِ آخر ہے یوں نعت نگاری ساری دنیا سے نجات چاہیں تو گوشہ ءعافیت ہے اور ساری دنیا کی نجات مانگیں تو توشہ ءآخرت۔ساری دنیا سے نجات اور ساری دنیا کی نجات ہی وہ دو تصورات ہیں جن سے انفرادی اور اجتماعی نجات کے عوامل ترتیب وتشکیل پاتے ہیں۔

عربی ادیب محمد السنوسی اپنے ایک طویل عربی مضمون ''عن مفهوم النجاة ومستوياتة''

میں لکھتے ہیں کہ نجات ایک مستند قرآنی تصور ہے، اور اس کی دو سطحیں ہیں: فرد کی سطح، اور معاشرے یا قوم کی سطح۔ مسئلہ یہ ہے کہ کچھ لوگ ان دو سطحوں کو اپنی ضرورت کے تحت الجھا دیتے ہیں۔ ہر ایک اس میں پڑ جاتا ہے جسے وہ نجات سمجھتا ہے۔

قرآن مجید نے، انفرادی و اجتماعی، دونوں حوالوں سے نجات کا تذکرہ کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے حکمِ الٰہی سے سفینہء نجات بنایا۔ ایک جانب، اجتماعی طور پر اہلِ ایمان کی نجات کا سامان کیا اور دوسری طرف، انفرادی طور پر بیٹے اور بیوی کو بھی نجات کی دعوت دی۔ حضرت یونس علیہ السلام نے، ظاہراً، ظلمتِ بطنِ ماہی سیاور، باطناً، نارضایتیء رب سے نجات کے لیے دعا کی، یہ نجات کی انفرادی سطح ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نبی و رسول، صاحبِ کتاب و صاحبِ شریعت ہونے کی حیثیت میں جب کہ مومنِ آلِ فرعون، نبی نہ ہوتے ہوئے بھی اجتماعی نجات کی خواہش و کوشش میں مصروف عمل رہے انفرادی و اجتماعی نجات کے مزید و مختلف حوالے قرآن مجید میں دیکھے جا سکتے ہیں لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آیا آیہء قرآن کے آئینہ میں کوئی ایسا جمالِ بے مثال جلوہ نما ہے کہ جو باعثِ نجات ہو؟

جناب حسین امجد کے، زیرِ نظر نعتیہ مجموعہ پہ نقد و نظر سے پیشتر، اگر چہ لازم تو نہیں تاہم بہتر ہو گا کہ فلسفہء نجات کا ایک مختصر علمی و فکری جائزہ لے لیا جائے۔ اس سے یہ امر واضح ہو سکے گا کہ جناب حسین امجد کے نعتیہ مجموعہ کا نام محض عقیدت کا محور ہی نہیں ہے بلکہ حقیقت کا مظہر بھی ہے۔

مغربی زبانوں میں نجات کے لیے عمومی لفظ تو Salvation ہے جس کی جڑ لاطینی زبان میں ہے تاہم مغربی فکر و فلسفہ میں نجات و مطالعاتِ نجات کے لیے Soteriology کا لفظ موجود و مروج ہے جس کی اصل یونانی زبان ہے۔ نجات کے مذہبی عقائد کے علمی مطالعہ کو "سوتیریولوجی" کہا جاتا ہے اور اکثر اس کا مطالعہ تقابلی تناظر

میں کیا جاتا ہے یعنی نجات کیا ہے اور یہ کیسے حاصل کی جا سکتی ہے، اس کے بارے میں مختلف نظریات کا موازنہ و مقابلہ و مقایسہ، ان مطالعات و مباحث کے میادین ہیں۔ مشرقی مذاہب و مسالک و مکاتب میں نجات پر زیادہ زور و اصرار کے باوصف مشرقی ممالک میں کہیں بھی مطالعہ نجات کا کوئی شعبہ تو کیا شائبہ تک نہیں ہے۔ ماسوائے فارسی، اردو و عربی و ترکی و ہندی وغیرہ میں اس لفظ کا کوئی ترجمہ یا متبادل مستعمل نہیں ہے اور اگر ہے تو راقم السطور کو معلوم نہیں ہے۔ تاہم طالب علمانہ طور پر تجویز کیا جا سکتا ہے، جیسے جناب اختر عثمان کے مجموعہء مراثی ''اشک آباد'' میں مندرج اپنے اظہاریہ میں، آنسوؤں کے علمی و فکری مطالعہ کے شعبہ کے لیے معروف مفکر ایڈم ورڈ سمتھ کے وضع کردہ لفظ (Lachrymalogy) کا اردو و فارسی ترجمہ ''اَشکیات'' تجویز و تحریر کیا تھا۔ اسی طرح ''سوتیرولوجی'' کو ''مطالعاتِ نجات''، ''مباحثِ نجات'' یا مطلقاً ''نجاتیات'' کا نام دیا جا سکتا ہے۔ اس طالب علم کی علمی و عملی کاوش ہے کہ ہمارے ہاں یہ شعبہء علم، عملی طور پر، قائم ہو سکے۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ جب ایسے مضامین بھی بطور شعبہ ہائے علم و درس و تدریس رائج ہیں جن کے مطالعہ سے انفرادی و اجتماعی زندگی پر کوئی عمودی یا اُفقی یا آفاقی اثرات مرتب نہیں ہوتے تو آخر، آخرت کے موضوعِ فکر و فلسفہ ہونے میں کیا قباحت ہے اور آخر دینی و دنیوی، ہر دو، حوالوں سے نجات کا مطالعہ کیوں نہ کیا جائے؟ علمی لحاظ سے تصورِ نجات تصوارتی ہو سکتا ہے لیکن عملی اعتبار سے اس کی کیا حرکیات Dynamics معلوم و مُعیّن کی جا سکتی ہیں؟ کیا نجات کا علمی تجزیہ عملی تجربہ میں تبدیل ہونے کے امکانات رکھ سکتا ہے؟ اور کیا یہ امکانات، حیات بعد از حیات سے ماقبل یعنی کسی فرد یا معاشرہ کے دّور و دورانِ حیاتِ ظاہر میں بھی ظہور پذیر ہو سکتے ہیں؟ ان اور ایسے ہی دیگر سوالات پر غور و فکر، مکالمہ و مباحثہ سے ہی، دینی و مذہبی و کلامی دوائر کے ساتھ ساتھ، فلسفیانہ اور سائنسی طرزِ فکر و

استدلال اختیار کرتے ہوئے تمام تر ممکنہ و متصورہ عواملِ نجات کا شمول و شمار کیا جا سکتا ہے جو، بجائے خود، باعثِ نجات تک پہنچنے اور پہنچانے کا باعث بن سکتے ہیں اور یوں باعثِ نجات کا باعثِ حیات و کائنات اور باعثِ حیات و کائنات کا ہی باعثِ نجات ہونا ریاضیاتی طور پر بھی بیان کیا جا سکے گا۔

جب کسی نئے شعبہءعلم کے قیام کی تجویز و تحریک پیش کی جائے تو، ظاہر ہے، اس شعبہ کے لیے نصابی و حوالہ جاتی کتب، اگر موجود ہیں تو ان کا اس تجویز کے ساتھ ہی تجویز کیا جانا، اور اگر موجود نہیں ہیں تو ان کا تحریر کیا جانا امرِ لازم ہے۔ اردو و دیگر اسلامی و مشرقی زبانوں میں تو ایسی کوئی کتب سامنے نہیں ہیں۔ نجات، سفینہءنجات، راہِ نجات اور اسی طرح کے ناموں کے تحت کچھ کتب اردو و عربی و فارسی میں ہیں لیکن وہ، سب کی سب، فکری و فلسفیانہ ہونے کی بجائے، مخصوص مذہبی یا محدود مسلکی متون کی حامل ہیں۔ انگریزی و دیگر مغربی زبانوں میں، اگر چہ، چند کتب ہیں تاہم ان کی تعداد بھی زیادہ نہیں ہے۔ ان میں سے تین، اہم ترین تو نہیں، تاہم اہم تر کتابیں ضرور ہیں جن کا تفصیلی تذکرہ یہاں ممکن و موزوں نہیں۔ یہ کتب، وطنِ عزیز پاکستان میں ''خاور قاسم لائبریری'' کے علاوہ کسی اور کتب خانہ میں نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک کتاب پروفیسر چارلس سیموئل بریڈن۔

Prof Charles Samuel Braden کی ہے جس میں انسان کی تلاشِ نجات کا تاریخی احاطہ، مختلف مذاہب کے حوالے سے کیا گیا ہے۔ یہ کتاب 1941 میں شکاگو سے شائع ہوئی تھی۔ انگریز حیاتی کیمیادان ڈاکٹر رابرٹ ایس ڈی روپ۔

Dr Robert S. de Ropp غالباً، وہ واحد سائنسدان تھے جنھوں نے اپنی کتاب ''سائنس اور نجات'' میں ایک مذہبی تصور کا سائنسی جائزہ لیا۔ یہ کتاب 1962 میں منظرِ عام پر آئی۔ بھارت کے سنتوش کمار کوئی فلسفی، مذہبی مفکر، پروفیسر یا سائنسدان تو

نہیں، ان کا دائرہ کار کاروباری و انتظامی مشاورت ہے۔ 2019 میں شائع ہونے والی ان کی کتاب ''نجات'' صلیب و ہلال کی روشنی میں برصغیر پاک و ہند میں لکھی جانے والی کتاب ہے جس میں نجات کے متعلق مسیحی اور اسلامی تصورات و تعلیمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مذکورہ اور شائع شدہ دیگر کتب کے مکانی فرق اور زمانی فاصلہ سے فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا، مختلف مذاہب میں، نجات کے تصور نے کوئی تدریجی و ارتقائی مراحل بھی طے کیے ہیں یا نہیں؟

اگر آپ یہاں تک پڑھ اور پہنچ ہی چکے ہیں تو یہ سوال اٹھانے میں حق بجانب ہیں کہ ایک سادہ و مخلص مُسلِم نعت نگار و نعت خواں کے سادہ و مخلصانہ مجموعۂ نعت سے متعلق اس تحریر کو ایسا پیچیدہ اور اتنا دشوار و دقیق بنانے کی ضرورت و حکمت کیا ہے؟ اس طور، نجات اگر ناممکن نہیں تو مشکل و مبہم معلوم ہوتی ہے۔ اسی سوال میں جواب پوشیدہ ہے کہ ہر پیچیدہ مسئلہ کا سادہ ترین حل ہی، فلسفیانہ و سائنسی لحاظ سے، اس مسئلہ کا حقیقی حل ہوتا ہے۔ اب آپ جیسے باعلم قاری سے یہ طالب علم جاننا چاہتا ہے کہ نعت علم ہے یا عمل یا دونوں؟ نعت اگر علم نہیں ہے تو بابِ مدینۃ العلم حضرت علی ابن ابی طالب ع نے کیوں کہا:

**علموا أولادكم شعر ابی طالب لان فيه علم كثير**

یعنی اپنی اولاد کو حضرت ابو طالبؑ کے اشعار کی تعلیم دو کہ ان میں کثیر علم ہے۔

حضرت ابو طالبؑ، حضور ختمی مرتبت ﷺ کے پہلے نعت نگار و نعت خواں بھی ہیں اور نکاح خواں بھی۔ حضرت ابو طالبؑ نے نعت کے علاوہ شعر کو شعار و شمار ہی نہیں کیا۔ گویا نعت گوئی فقط عشق و عقیدہ و عقیدت ہی نہیں، اصلاً و اصولاً، کارِ علم ہے اور اسی کارِ علم کا عملی نتیجہ نجات ہے۔ یوں ایک طرف نعت کہنے، سننے، پڑھنے، پڑھانے کا عمل باعثِ نجات ہے اور دوسری طرف جس کے لیے نعت ہے وہ ذاتِ والاصفات خود اپنے وجودِ ذی جُود میں باعثِ

نجات ہے اور کوئی کسی کے لیے باعثِ نجات ہو نہیں سکتا جب تک صاحبِ اختیار نہ ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عطا کردہ اسی اختیار کا عمومی نام شفاعت اور خصوصی مقام، مقامِ محمود ہے۔ یہی وہ ''دُور کی بات'' ہے ''جسے پاس دیکھا'' جا سکتا ہے:

آپؐ کے اذن سے مرے آقاؐ
پاس دیکھی ہے میں نے دور کی بات

یہ اِذن، مَن ذَا الَّذِی یَشْفَعُ عِندَهُ إِلَّا بِإِذْنِهِ ، کا اِذن ہے جو نجات کا باعث ہی نہیں ضامن بھی ہے۔ لیکن حسین امجد کسی اور اِذن کے بھی متمنی ومنتظر ہیں:

آپؐ کے اذن سے، میں شہر مدینہ سے کبھی
خاک لے آؤں گا بیمارِ مدینہ کے لیے

حسین امجد ادب وآدابِ شہر وشہر یارِ مدینہ جانتے ہیں اس لیے وہاں کی مٹی کو بھی چُھونے، چُومنے، اُٹھانے کے لیے بھی اجازت طلب ہیں:

حضورؐ! کیا میں اٹھا لوں مدینہ شہر کی خاک؟

شہر کے حوالے سے، اس نعتیہ مجموعہ میں ایک انفرادیت لائقِ مطالعہ وقابلِ ملاحظہ ہے کہ حسین امجد نے کئی شعروں میں شہرِ عرب کی ترکیب استعمال کی ہے۔ یہ شہرِ عرب، عرب کا ایک شہر نہیں ہے بلکہ نعت نگار کے لیے، صاحبِ نعت کی نعمت ونسبت سے کُل عرب ایک ہی شہر ہے۔ اسد محمد خاں کے شاہکار افسانے ''باسودے کی مریم'' میں مریم مکہ و

مدینہ کو ایک ہی شہر سمجھتی ہے۔ گویا کسی کے ذہن و روح میں موجود اِمکانی حدود کسی مَکانی حدود کی پابند نہیں۔ سینئر شاعر جناب نسیم سحر کے نعتیہ مجموعہ کی تقریب کے ناظم شاعر و ادیب جناب پیر عتیق چشتی نے، دورانِ نظامت، استعجابیہ و استفہامیہ انداز میں کہا تھا کہ اتنا عرصہ سعودی عرب میں رہنے کے باوجود جناب نسیم سحر نے ایسی اور اتنی نعتیں کیسے کہیں؟ اس خاکسار نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا اس لیے کہ وہ کبھی سعودی عرب میں رہے ہی نہیں وہ تو سرزمینِ حجاز میں رہتے رہے یعنی ایک صاحبِ تخیل و تخلیق، کسی مکانی و جغرافیائی وجود و حدود و قیود کو اپنی ذات و ذہن و ضمیر و روح کے اندر، کسی بھی مکان و زمان کو کسی اور مکان و زمان میں تخلیق و تبدیل کر سکتا ہے۔ اس پہلو پر برسوں پہلے، اس طالب علم نے، سکاٹ لینڈ میں، اس عنوان سے گفتگو کی تھی:

How to Create Your Own Edinburgh اس پس منظر و پیش منظر میں حسین امجد کے ''شہرِ عرب'' کی وسعت و رفعت قابلِ دید بھی ہے اور قابلِ داد بھی۔ اسی لیے اس مجموعہ کی اکثر نعتوں میں، دُوری کے باوجود، حضوری و حاضری کا کیف و کیفیت ہے۔ اکثر نعتوں میں، جناب حسین امجد کا انداز مکالماتی لیکن لہجہ اتنا التجائی ہے کہ التجا کے لیے بھی یوں التجا کرتے ہیں:

حضور! نعت کا ہر لفظ التجائی ہو

جیسے اسم کم کم ہی با مسمّی ہوتے ہیں اسی طرح کم کم ہی شاعروں کی شخصیتیں ان کی شاعری کے مطابق و موافق ہوتی ہیں۔ حسین امجد کی شعری و شخصی خوبیاں ایک دوسرے کے مقابل نہیں مماثل ہیں۔ دونوں سادہ و سہل، متوازن و متواضع، مضمون آفرینی و عبارت آرائی کی بجائے براہِ راست عرضِ مطلب و مدعا، لفظوں کے در و بست و درستی، بندشوں کی چُستی،

تشبیہات وتراکیب کی تراش پہ توجہ کی بجائے دَرِ مقصود وُرمقصود تک، جلد از جلد، رسائی ان کا شعری ہدف ہے۔ حسین امجد کو حیدر علی آتش کا کہا معلوم ہے کہ بندشِ الفاظ نگوں کے جڑنے سے کم نہیں لیکن اس علم وفن کے باوصف وہ، بالخصوص نعت میں، مصرعوں کی مُرَصَّع کاری وملمع سازی سے گریز کرتے ہیں کہ حضورص کے حضور میں حالِ دل اور حالتِ روح بیان کرنے کے لیے حرفِ سادہ زیادہ کارآمد وکارگرو پُراثر ہے۔

گویا فلسفہءنجات کے پیچیدہ ترین مسئلہ کا سادہ ترین حل یہ ہے کہ باعثِ نجات ہستیؐ اور انؐ کے اعلان کردہ ومُتعین ومُعیَّن شدہ سفینہءنجات سے مکمل ومسلسل ومخلصانہ وغیر مشروط وابستگی رکھی جائے کہ دِین ودُنیا میں یہی اصلِ نجات ہے اور بعد از حیات یہی اصلِ حیات ہے۔

معروف مفکر وفلسفی ولیم جیمز نے 1907 میں فلسفہءنتائجیت پر، اپنے آٹھویں محاضرہ ومظاہرہ میں کہا تھا کہ نجاتِ عالَم کے کیا معنی ہیں؟ اس کے معنی ہیں کہ نجاتِ عالَم کے بعض شرائط واقعی موجود ہیں۔ شرائطِ نجات جس قدر زیادہ اور موانعِ نجات جتنے کم ہوں گے، نجات کی بنیاد اسی قدر بہتر اور نجات کا وقوع اسی قدر اغلب ہوگا۔ قدیم وجدید فلسفہ کا یہ طالب علم، 1907 میں ولیم جیمز کے ساتھ ہوتا یا متذکرہ محاضرہ میں حاضر ہوتا تو ولیم جیمز سے یہ دریافت کرتا کہ اگر شرطِ نجات فقط ایک اور موانعِ نجات صفر ہوں تو کیا بنیادِ نجات کو بہتر کی بجائے بہترین اور وقوعِ نجات کو اغلب کی بجائے یقینی قرار نہیں دیا جائے گا؟ اس کے ساتھ ساتھ، نجاتیات کی ریاضیات میں نسبت تناسب کے سوالات بھی ہیں جس کی کلید و کُلِیّہ یہ ہے کہ باعثِ نجات سے نسبت جس تناسب سے ہوگی، نجات کا تناسب بھی اتنا ہی اور ویسا ہی ہوگا۔ یوں نسبت کے تناسب سے، ہزار بار بگڑنے کے بعد بھی سنورنے کا امکان واطمینان حاصل رہتا ہے:

حضور! آپ ؐ سے نسبت کا معجزہ ہے کہ میں
ہزار بار بگڑ کے سنور بھی سکتا ہوں

یہ معجزہ سہی اور صحیح لیکن یہی فلسفہ ءنجات ہے۔ فلسفہ ءنجات کے پیچیدہ ترین مسئلہ کے سادہ ترین حل سے اصحابِ کہف کا سگِ آوارہ تک آ گاہ تھا، ہاں حیف و حیرت و حسرت ہوا گر اس سے کوئی مسلمان و انسان آشنا نہ ہو۔

خاتمہ ءکلام سے پہلے، ایک اعترافی بیان بھی جمع کرانا قانونی تو نہیں تاہم قلبی تقاضا ہے کہ ''باعثِ نجات'' کی اشاعت میں تاخیر کا باعثِ تاخیر یہ مقدمہ اور اس مقدمہ کا مصنف ہے۔ اب یہ جناب حسین امجد اور ان کا محکمہ ہی محاکمہ کر سکتا ہے کہ تعزیرات پاکستان کے تحت اس مقدمہ پہ کوئی مقدمہ بن سکتا ہے یا نہیں؟ شہرتِ عام اور بقائے دوام کے دربار میں اس مقدمہ کو مقدمہ ءابنِ خلدون، مقدمہ ءابنِ صلاح، مقدمہ ءشعر و شاعری، The Prologue, The Prelude یا دیگر فلسفیانہ و فکری، علمی و ادبی و شعری مقدموں کی حیثیت حاصل ہو یا نہ ہو لیکن صاحبانِ فکر کی پارلیمان میں یہ ایک توجہ دلاؤ نوٹس ضرور ہے۔

جناب حسین امجد، اس نعتیہ مجموعہ کی اشاعت پر تحسین و تبریک کے حقدار ہیں۔ دعا ہے کہ یہ مجموعہ ان کے لیے، اس مجموعہ کا انتساب جن کے نام ہے، اس کی طباعت و اشاعت میں، راقم السطور سمیت، علمی و عملی طور پر پر، جو جو، جَو برابر بھی، بروئے کار آئے، یہ مجموعہ مجموعاً، ان سب کے لیے باعثِ نجات ہو۔ جناب حسین امجد کی انفرادی نجات سے لے کر ہم سب کی اجتماعی نجات کہ یہی قرآن و صاحبِ قرآن کا فلسفہ ءنجات ہے۔

# وجدان کی روشنی: باعثِ نجات

مِرے وجدان میں جو روشنی ہے
حوالہ میرے جینے کا بنی ہے
مجھے اُس پیڑ کا سایہ ملا ہے
کہ جس کی چھاؤں ٹھنڈی اور گھنی ہے
ثنا خوانوں میں اُس کے نام آیا
حسین امجد مقدر کا دھنی ہے

حسین امجد جو کہ علم و ادب اور فکر و دانش کی سر زمین کیمبلپور (اٹک) سے تعلق رکھتے ہیں اور غزل کے شاعر ہیں۔ ''رہ گزر'' اور ''گداز'' کے نام سے آپ کے شعری مجموعے منظرِ عام پر آ کر قارئین سے داد و تحسین حاصل کر چکے ہیں۔ جناب ایک شاعر ہی نہیں بلکہ ایک اچھے انسان اور محکمہ پنجاب پولیس کے فرض شناس آفیسر بھی ہیں اور اپنے فرائضِ منصبی نہایت دیانت داری سے سر انجام دیتے ہیں۔ ایک عرصہ سے نعت کہتے ہیں اور اکثر مشاعروں میں اپنا کلام ترنم سے بھی پیش کرتے ہیں۔ اپنے مخصوص لب ولہجہ کی وجہ سے اپنی الگ پہچان رکھتے ہیں۔ شعر کہنا اور تحت اللفظ پڑھنا علاحدہ علاحدہ فن ہے اور یہ فن حسین امجد کو اللہ نے وافر مقدار میں دے رکھا ہے۔

عشقِ رسول کریمؐ حسین امجد کے رگ و پے میں شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ

زمانہء طالبِ علمی سے مترنم نعت پڑھنے کی طرف ایسے مائل ہوئے کہ آج تک نعت بڑے ذوق وشوق سے پڑھتے چلے آرہے ہیں۔نعت سے وابستگی کا یہ عالم ہے کہ حسین امجد نے نعتیہ شعر اپنی طبیعت موزوں ہونے کے سبب کہنے شروع کردیے اور دیکھتے ہی دیکھتے ادبی نعتیہ حلقوں میں نعت گو شاعر کی حیثیت سے بلائے جانے لگے۔حسین امجد مترنم غزلیں بھی کہتے ہیں لیکن نعت سے گہری وابستگی کے سبب غزل میں بھی برجستہ نعت کا شعر کہہ جاتے ہیں۔جناب کی ایک غزل سے تین شعر آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اندھیرا خاک سے لپٹا ہوا ہے
دیا افلاک سے لپٹا ہوا ہے
مرے ہاتھوں کو حیرت سے نہ دیکھو
ہنر ادراک سے لپٹا ہوا ہے
مری بخشش کا واحد راستہ بھی
شہِ لولاکؐ سے لپٹا ہوا ہے

حسین امجد کی غزل کا تیسرا شعر نعتیہ ہے۔

اس غزل میں دیکھا جا سکتا ہے کہ حسین امجد غزل کہتے کہتے نعت کی طرف نکل گئے ہیں۔غزل کے مذکورہ تین شعر ''رہگزر'' سے لیے گئے ہیں۔ جو حسین امجد کا پہلا اردو شعری مجموعہ ہے اب دوسرے شعری مجموعے ''گداز'' کی ایک غزل کے تین شعر دیکھیں۔

حُسن والے یونہی نہیں ملتے
قاتلانہ ادا سے ملتے ہیں

آج لگتا ہے میری خیر نہیں

تیرے تیور قضا سے ملتے ہیں

مرتبے آپؐ کے خدا کی قسم

عرش کی انتہا سے ملتے ہیں

اس غزل میں بھی ایک شعر نعتیہ ہے۔

معاملہ صرف یہاں تک ہی نہیں کہ آپ غزل میں نعت کے شعر کہہ جاتے ہیں بلکہ آپ مستقل نعتیں بھی کہتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ''رہگزر'' اور ''گداز'' دونوں شعری مجموعوں میں نو، نو نعتیں بھی شامل کی گئی ہیں اور اب حسین امجد کا پہلا نعتیہ مجموعہ ''باعثِ نجات'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ ایسا کیوں نہ ہو کہ حسین امجد نعت سننے سنانے کو اصل کارِ حیات سمجھتے ہیں۔

ہر جگہ اُنؐ کی بات کہتا ہوں

میری قسمت کہ نعت کہتا ہوں

نعت سننے سنانے کو امجد

اصل کارِ حیات کہتا ہوں

غزل کے ایسے اساتذہ بھی موجود ہیں جو غزل تو بہت اچھی کہتے ہیں مگر نعت کی طرف راغب نہیں ہوتے اور اگر نعت کہتے بھی ہیں تو ایک آدھ نعت پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

حسین امجد کو نعت کہتے ہوئے کوئی دقت نہیں ہوتی بلکہ اطمینانِ قلب محسوس ہوتا ہے اور کیوں نہ ہو۔ نعت تو ''باعثِ نجات'' ہے۔

مطمئن اس لیے ہے ذات مری
نعت ہے باعثِ نجات مری

کچھ عرصہ قبل لاہور سے تعلق رکھنے والے نعت گو شاعر ابوالحسن خاور صاحب نے ایک مصرع ''ہر گوشۂ حیات میں امکانِ نعت ہے'' بطور طرح دیا تھا جس پہ عصرِ حاضر کے 323 نو آموز اور نامور نعت گو شعراء نے نعتیں کہیں۔ یوں ایک تاریخی نعتیہ دستاویز مرتب ہوئی۔ جنابِ حسین امجد نے بھی طبع آزمائی کی اور پُر اثر نعت کہی۔ چند شعر پیش کرتا ہوں۔

کب میرا حرف لائقِ شایانِ نعت ہے؟
میں کہہ رہا ہوں نعت یہ فیضانِ نعت ہے
پروردگار کرتا ہے توصیف آپؐ کی
اللہ کا کلام ہی شایانِ نعت ہے
ایسی حضورؐ! دل کی فضا مستقل رہے
جیسی مرے حضورؐ یہ دورانِ نعت ہے
میرا وجود سایۂ رحمت میں آ گیا
سایہ فگن ازل سے ہی دیوانِ نعت ہے

زمین کی بات چل رہی ہے تو یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ ''مصطفیٰؐ جانِ رحمت پہ

لاکھوں سلام‘‘ اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مشہورِ زمانہ زمین ہے جس میں متعدد شعراء نے اچھے اچھے شعر کہے ہیں اور بہت سی مسجدوں میں یہ شعر نمازِ جمعہ کے بعد دست بستہ، عقیدت و احترام سے پڑھے جاتے ہیں۔ حضرت پیر نصیر الدین نصیر گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ خوبصورت شعر دیکھیں:

بھیڑ میں چوم لی شاہؐ کی جالیاں
اے نظر تیری ہمت پہ لاکھوں سلام

راقم الحروف کے بھی چند شعر ملاحظہ فرمائیں:

جن کے سر پر ہے دستِ رسولِ کریمؐ
اُن یتیموں کی قسمت پہ لاکھوں سلام
دست بستہ قیام اور سلامِ رضا
ایسی اعلیٰ روایت پہ لاکھوں سلام

جناب حسین امجد نے بھی اسی زمین میں شعر کہے ہیں اور عمدہ مضامین باندھے ہیں:

لطف و مہر و عنایت پہ لاکھوں سلام
آپؐ کے حسنِ سیرت پہ لاکھوں سلام
آپؐ جیسا زمانے میں کوئی نہیں
آپؐ کی شان و شوکت پہ لاکھوں سلام

ذکرِ صل علیٰ بخت سے مل گیا
آپؐ کے حرفِ مدحت پہ لاکھوں سلام
اس زمیں پر فرشتے اتارے گئے
دینِ فطرت کی نصرت پہ لاکھوں سلام
عرش والے سبھی مل کے کہنے لگے
آپؐ کے قد و قامت پہ لاکھوں سلام

چھوٹی بحر میں چھوٹی بات تو ہوسکتی ہیں لیکن بڑی بات کوئی استاد ہی کرسکتا ہے۔ قارئینِ کرام جناب حسین امجد کی چھوٹی بحر میں بڑی باتیں دیکھیں اور ان کی اُستادی کا اندازہ لگائیں:

صاحبِ کمال آپؐ ہیں
اپنی خود مثال آپؐ ہیں
فاطمہؓ ہے جان آپؐ کی
آمنہؓ کے لال آپؐ ہیں

جس کے دل میں رسولِ کریم ﷺ کی محبت ہے ممکن ہی نہیں اُس کے دل میں شہرِ مدینہ کی محبت اور کشش نہ ہو۔ ہر عاشقِ رسولؐ کا دل دیارِ مدینہ میں حاضری کو تڑپتا اور مچلتا ہے۔

حسین امجد بھی اپنے کلام میں بار بار شہرِ مدینہ کا ذکر کرتے ہیں:

حاضری کے لیے بلوائیں مجھے شاہِ اممؐ
منتظر بیٹھا ہوں دیدارِ مدینہ کے لیے

کبھی میں بھی دیکھوں مدینے کی گلیاں
کبھی چوم لوں خاکِ پائے محمدؐ

ایک کلام میں تو حسین امجد نے ''مدینہ شہر کی خاک'' کو ردیف بھی بنایا ہے اور بڑے لجاجت بھرے لہجے میں کہا ہے:

دل و نظر میں بسا لوں مدینہ شہر کی خاک
اجل ٹھہر! میں ذرا لوں مدینہ شہر کی خاک
حضور! آپؐ کے لطف و کرم سے ہے ممکن
میں ایک بار کما لوں مدینہ شہر کی خاک
حضور! آپؐ کا منگتا ہوں میں حسین امجد
حضورؐ! کیا میں اُٹھا لوں مدینہ شہر کی خاک؟

یہ کلام کئی دفعہ حسین امجد کو نعتیہ مشاعروں میں سناتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہر بار آخری شعر پر مجمع میں ہل چل مچ جاتی ہے، بے اختیار لبوں پر داد و تحسین کے الفاظ جاری ہو جاتے ہیں۔ کوئی سبحان اللہ کہتا ہے تو کوئی اس اندازِ نعت پہ تڑپ کے رہ جاتا ہے۔ کسی کے

منہ سے واہ نکلتا ہے اور کسی کے دل سے آہ نکلتی ہے۔ عجب منظر ہوتا ہے۔

حسین امجد اس بات پر نازاں و فرحاں ہیں کہ یہ درِ حضورؐ کے ایک گداگر ہیں۔ درِ حضورؐ پہ صدا دینا اور خیرات مانگنا انھیں بہت اچھا لگتا ہے۔ چاہتے ہیں کہ یہ اس در سے بھیک مانگتے ہی رہیں۔

حضور! آپؐ سے میں بھیک مانگتا ہی رہوں
مرے نصیب میں تاحشر یہ گدائی ہو

دنیا سکون کی طالب ہے مگر حسین امجد کو دنیا اور دنیا کے ناز و انداز سے کوئی سروکار نہیں۔ یہ تو مدینے کے دیوانے ہیں اور سکون کے نہیں بلکہ اضطراب اور بے قراری کے طالب ہیں:

شہر بطحا کا نام لیتے ہی
دل مرا بے قرار ہوجائے
جیسا کرتے تھے آپؐ سے اصحابؓ
آپؐ سے ایسا پیار ہو جائے
آپؐ کی آلؑ پر حسین امجد
میرا سب کچھ نثار ہو جائے

تیسرا شعر اس بات کی غمازی کر رہا ہے کہ حسین امجد اہلِ بیتِ اطہار کے نام پر سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہیں۔ سب کچھ اُسی کے نام پر قربان کیا جاسکتا ہے جسے دل و جان سے چاہا جائے۔ حسین امجد اہلِ بیت اطہار کو دل و جان سے چاہتے ہیں۔ آدمی جس

سے پیار کرتا ہے، ہر طرف اُسی کو دیکھتا ہے۔ حسین امجد بھی ہر طرف اہل بیت اطہار کو دیکھتے ہیں:

جہاں میں ایسی کوئی بھی جگہ نہیں جس میں
حسنؑ ، حسینؑ ، علیؑ ، فاطمہؑ کا نام نہیں

حسین امجد کا ایمان ہے کہ نعت خود بخود نہیں ہو جاتی بلکہ شاہِ دو سرا کی نظرِ کرم ہو تو نعت ہوتی لہذا جب نعت ہو جاتی ہے تو حسین امجد خوش ہوتے ہیں کہ اُن پہ رحمتِ شاہِ دو سرا ہوئی ہے اور برملا اعتراف و اظہار کرتے ہیں کہ:

نعتِ سرورؐ مجھے عطا ہوئی ہے
لطف کی آج انتہا ہوئی ہے
مجھ گنہگار پر حسین امجد
رحمتِ شاہِؐ دو سرا ہوئی ہے

اب میں اپنے مضمون کو حسین امجد کے ان دو اشعار پہ ختم کرتا ہوں جن میں حسین امجد اعتراف کرتے ہیں کہ میں جو کچھ بھی ہوں نسبتِ رسول ﷺ کے باعث ہوں۔ عزت و شہرت، اعتبار، وقار، رنگ و نور، باغ و بہار، حسن و نکھار سب حضورؐ کے تصدق ہیں۔

خدا کے سامنے میرا وقار آپؐ سے ہے
مرے حضور! مِرا اعتبار آپؐ سے ہے

حضور! آپؐ سے پہلے خزاں کا ڈیرا تھا
ہر اک چمن میں گلوں پر نکھار آپؐ سے ہے

اللہ حسین امجد کے سوز و گداز میں مزید برکتیں اور وجدان کو جلا عطا فرمائے۔
آمین ثم آمین

ابوالکمال عروس فاروقی
مونیاں شریف، گجرات

خوشبوئیں رقص کریں رنگ بِکھرتے جائیں
آپؐ جِس راہ سے اِک بار گزرتے جائیں

# حمدِ باری تعالی

جو کسی میں کمال ہے مولا
سب تِرا ہی جمال ہے مولا

تیرا ہمسر نہ کوئی تیرا شریک
صرف تُو بے مثال ہے مولا

ذِکر تیرا کروں گا شام و سحر
سانس جب تک بحال ہے مولا

تُو ہر اک جان کا محافظ ہے
تُو ہی مضبوط ڈھال ہے مولا

دلِ مضطر میں بے سبب تو نہیں
آرزو حسبِ حال ہے مولا

صبح دَم عاجزی میں لپٹا ہوا
میرے لب پر سوال ہے مولا

o

مَیں کسی وقت بھی اکیلا نہیں
تُو مرے ساتھ ساتھ ہے مولا

# حمد باری تعالیٰ

با ادب سر بسر مَیں حاضر ہوں
خالقِ بحروبر مَیں حاضر ہوں

تیری چوکھٹ پہ سر جھکائے ہوئے
شرم سے چشمِ تر مَیں حاضر ہوں

میرے رب تیری بندگی کے لیے
بے عمل، بے ہنر مَیں حاضر ہوں

میرے مولا تُو بخش دے گا مجھے
اِسی اُمید پر مَیں حاضر ہوں

دل کی باتوں کو جانتا ہے تُو
مَیں کہ ہوں بے خبر، مَیں حاضر ہوں

مطمئن اس لیے ہے ذات مری
نعت ہے باعثِ نجات مری


نعتیں

صلی اللہ علیہ وسلم

ہر جگہ اُنؐ کی بات کہتا ہوں
میری قسمت کہ نعت کہتا ہوں
نعت سننے، سنانے کو امجدؔ
اصل کارِ حیات کہتا ہوں

ﷺ

دو گھڑی ساتھ مدینے والے
قبر کی رات مدینے والے

میری بخشش کے لیے کافی ہے
آپؐ کی ذات مدینے والے

ہر مسلماں کے لیے اجر و ثواب
آپؐ کی بات مدینے والے

آپؐ کی نعت بڑھا دیتی ہے
میری اوقات مدینے والے

آپؐ کے اِذن سے امجدؔ نے کہی
آپؐ کی نعت مدینے والے

ﷺ

سامنے صبح و شام ہوتے حضورؐ
مجھ سے بھی ہم کلام ہوتے حضورؐ

آپؐ کے جاں فزا تبسم سے
درد میرے تمام ہوتے حضورؐ

آپؐ کے دَر پہ میں پڑا رہتا
میرے سب بگڑے کام ہوتے حضورؐ

درِ اقدس پہ حاضری کے لیے
پیش مجھ سے غلام ہوتے حضورؐ

آپؐ پر جاں نثار کر دیتا
میرے چرچے دوام ہوتے حضورؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

حضورؐ شہرِ عرب آسمانِ رحمت ہے
حضور آپؐ کا دل ہی مکانِ رحمت ہے

عروج آپؐ کی تکریم کے لیے محدود
حضور! آپؐ کے زیبا ہی شانِ رحمت ہے

زمانے آپؐ سے لیتے رہیں گے فکر و نظر
حضورؐ آپ کا گھر بوستانِ رحمت ہے

ازل سے تا بہ ابد لوگ فیض پائیں گے
حضور! آپؐ کی ایسی زبانِ رحمت ہے

تمام عالمِ اقوام نے کہا آخر
''حضور! آپؐ کا اُسوہ جہانِ رحمت ہے''

ﷺ

سُنیے جہاں کے مُونس و غم خوار یا نبیؐ
مَیں چاہتا ہوں آپؐ کا دیدار یا نبیؐ

وہ نُور بانٹتی ہوئی روضے کی جالیاں
پلکوں سے چھُو کے دیکھ لُوں اک بار یا نبیؐ

اک روز صحنِ مسجدِ نبوی میں بیٹھ کر
دیکھوں خوشی سے آپؐ کا دربار یا نبیؐ

جن کی حضور! آپؐ نے بوئی تھیں گٹھلیاں
سر سبز باثمر ہیں وہ اشجار یا نبیؐ

امجدؔ پہ خاص نظرِ کرم کیجیے حضورؐ
کب سے پڑا ہے آپؐ کا بیمار یا نبیؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

صاحبِ کمال آپؐ ہیں
اپنی خود مثال آپؐ ہیں

دو جہاں پہ آشکار ہے
حسنِ اعتدال آپؐ ہیں

آپؐ کی نظیر ہی نہیں
ایسے خوش خصال آپؐ ہیں

زندگی کے آسمان پر
بدر ہیں ، ہلال آپؐ ہیں

فاطمہؑ ہے جان آپؐ کی
آمنہؓ کے لال آپؐ ہیں

ﷺ

دل و نظر میں بسا لُوں مدینہ شہر کی خاک
اَجل ٹھہر! مَیں ذرا لُوں مدینہ شہر کی خاک

حضور! آپؐ کے لطف و کرم سے ہے ممکن
میں ایک بار کما لوں مدینہ شہر کی خاک

کبھی تو آنکھ سے چوموں میں روضۂ اطہر
کبھی تو آنکھ میں ڈالوں مدینہ شہر کی خاک

مدینہ شہر میں اے کاش! دفن ہو جاؤں
بدن پہ اپنے سجا لُوں مدینہ شہر کی خاک

حضور! آپؐ کا منگتا ہوں میں حسین امجؔد
حضورؐ! کیا میں اُٹھا لُوں مدینہ شہر کی خاک؟

صلی اللہ علیہ وسلم

آنکھ برسے مِری انوارِ مدینہ کے لیے
دل بھی دھڑکے مرا سردارؐ مدینہ کے لیے

حاضری کے لیے بلوا لیں مجھے شاہِ اُممؐ
منتظر بیٹھا ہوں دیدارِ مدینہ کے لیے

میرے مالک ترِی توفیق سے ہی شام وسحر
نعت کہہ پایا میں سرکارؐ مدینہ کے لیے

آپؐ کے اِذن سے میں شہرِ مدینہ سے کبھی
خاک لے آؤں گا بیمارِ مدینہ کے لیے

بارہا موت کے ہاتھوں سے نکل کر امجدؔ
مَیں روانہ ہوا دربارِ مدینہ کے لیے

ﷺ

مجھے مل گئی ہے وِلائے محمدؐ
مرے قلب و جاں میں سمائے محمدؐ

بفیضِ محمدؐ، خدا نے ازل سے
مجھے بخش دی ہے ثنائے محمدؐ

میں شہرِ عرب میں کہوں نعت ایسی
کہ راضی ہوں مجھ سے خدائے محمدؐ

کبھی دیکھ لوں مَیں مدینے کی گلیاں
کبھی چُوم لوں خاکِ پائے محمدؐ

مجھے بھیک دونوں جہاں کی ملے گی
میں امجدؔ ہوا ہوں گدائے محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

حضورؐ نعت کا ہر لفظ التجائی ہو
میں ایک نعت کہوں میری رہنمائی ہو

حضور آپؐ سے مَیں بھیک مانگتا ہی رہوں
مرِے نصیب میں تا حشر یہ گدائی ہو

خدا کرے کہ مجھے اب کہیں سے مل جائے
حضور آپؐ نے مسواک جو چبائی ہو

خدایا عشقِ محمدؐ سے فیض پاتا رہوں
خدایا دونوں جہاں میں مرِی بھلائی ہو

کروڑ بار مجھے آپؐ کی زیارت ہو
ہر اک عمل سے زیادہ یہی کمائی ہو

صلی اللہ علیہ وسلم

ہر حسیں آنکھ کے ہیں تارے حضورؐ
قابلِ فخر ہیں ہمارے حضورؐ

مَیں ہوں مُشتاق آپؐ کے دَر کا
اب بُلا لیں مجھے بھی پیارے حضورؐ

آخری آپؐ ہیں خدا کے رسولؐ
بات یہ مانتے ہیں سارے حضورؐ

مَیں گرفتار ہوں مصیبت مِیں
دل مرا، آپؐ کو پکارے حضورؐ

فِکر کس بات کی حسین امجدؔ؟
بے نواؤں کے ہیں سہارے حضورؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

طویل ہجر کی حد سے گزر بھی سکتا ہوں
حضور! آپؐ کی چاہت میں، مر بھی سکتا ہوں

حضور! آپؐ کا لطف و کرم ہو ساتھ اگر
تو لفظ لفظ کو خوشبو سے بھر بھی سکتا ہوں

حضور! آپؐ سے نسبت کا معجزہ ہے کہ مَیں
ہزار بار بگڑ کر سنور بھی سکتا ہوں

حضور! آپؐ مجھے تھام لیں خدا کے لیے
میں ریزہ ریزہ ہوا میں بکھر بھی سکتا ہوں

حضور! آپؐ کے ابرو کی ایک جنبش سے
میں بابِ خلدِ بریں سے گزر بھی سکتا ہوں

ﷺ

اب نہ تورات اور زبور کی بات
مُستند ہے مرے حضورؐ کی بات

ایسا سچا ہے واقعہ معراج
جیسی سچی ہے کوہِ طور کی بات

آپؐ فرما گئے کہ انساں کو
زیب دیتی نہیں غرور کی بات

آپؐ کے اِذن سے مرے آقاؐ
پاس دیکھی ہے مَیں نے دُور کی بات

نعت اللہ کی عطا امجدؔ
یہ نہیں عقل کی شعور کی بات

صلی اللہ علیہ وسلم

ایسا پروردگار ہو جائے
نعت میرا شعار ہو جائے

جیسا کرتے تھے آپؐ سے اصحابؓ
آپؐ سے ایسا پیار ہو جائے

شہرِ بطحا کا نام لیتے ہی
دل مرا بے قرار ہو جائے

مجھ گنہگار کی درِ انور
حاضری ایک بار ہو جائے

آپؐ کی آلؑ پر حسین امجدؔ
میرا سب کچھ نثار ہو جائے

صلی اللہ علیہ وسلم

مجھ ایسے شخص کا دنیا میں کوئی کام نہیں
مرے حضور! اگر آپؐ کا غلام نہیں

مدینہ شہر سے وہ بے مراد لوٹے گا
کہ جس کو شہرِ محمدؐ کا احترام نہیں

درِ حضورؐ پہ مَیں گڑگڑا کے رو لیتا
مرے نصیب میں ایسی کوئی بھی شام نہیں؟

جہاں میں ایسی کوئی بھی جگہ نہیں جس میں
حسنؑ، حسینؑ، علیؑ فاطمہؑ کا نام نہیں

بہشت والے مجھے پیار سے پکاریں گے
غلامِ خاص ہوں امجدؔ مَیں کوئی عام نہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

خود بخود آپؐ کے فیضان میں آ جاتے ہیں
لوگ جو نعت کے میدان میں آ جاتے ہیں

زیست کی راہ سے بھٹکے ہوئے الجھے ہوئے لوگ
نعت کہتے ہوئے اوسان میں آ جاتے ہیں

بے زباں کنکریاں کلمۂ توحید پڑھیں
معجزے آپؐ کے بس آن میں آ جاتے ہیں

آپؐ کی طرزِ تکلم سے ہدایت پا کر
غیر بھی حالتِ ایمان میں آ جاتے ہیں

نعتِ سرکارِ دو عالمؐ کے سبب ہی امجدؔ
نعت گو حلقۂ حسانؓ میں آ جاتے ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

اسمِ احمدؐ زباں پہ آتا ہے
نور سا جسم و جاں پہ آتا ہے

آپؐ کی دید کے لیے آقاؐ
اَبر بھی آسماں پہ آتا ہے

آپؐ کے نور سے پنپتا ہوا
سلسلہ کہکشاں پہ آتا ہے

میں درود و سلام بھیجتا ہوں
نامِ نامی جہاں پہ آتا ہے

ہر کوئی اپنی اُلجھنیں لے کر
آپؐ کے آستاں پہ آتا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

مِرے وجدان میں جو روشنی ہے
حوالہ میرے جینے کا نبی ہے

اندھیرے سے مجھے اب خوف کیسا؟
کہ ہر سُو نور کی چادر تنی ہے

مجھے اُس پیڑ کا سایہ ملا ہے
کہ جس کی چھاؤں ٹھنڈی اور گھنی ہے

مرے آقاؐ کی اِک نظرِ کرم سے
سخی ہے دل مرا عادت غنی ہے

ثنا خوانوں میں اُس کے نام آیا
حسین امجدؔ مقدر کا دھنی ہے

ﷺ

آخری وقت مرِی ایسے مسیحائی ہو
آپؐ کی یاد مرِے دِل میں اُتر آئی ہو

آپؐ کا چہرۂ پُرنور بسے آنکھوں میں
دید ہی دید ہو بس ، عالمِ تنہائی ہو

کاش! سردارِ مدینہؐ مجھے مدحت کا کہیں
مرِے جذبات کو بھی اِذنِ پذیرائی ہو

آپؐ کے اِذن سے میں شہرِ مدینہ میں رہوں
عمر بھر آپؐ کی چوکھٹ پہ جبیں سائی ہو

آپؐ کے نام سے پہچان ملی دُنیا میں
آپؐ کے نام سے اب حشر میں شنوائی ہو

صلی اللہ علیہ وسلم

ہو لطف و کرم شاہِ اُمم ؐ رحمتِ عالم
لاحق ہے مجھے رنج و الم رحمتِ عالم

اے کاش! مجھے آپ ؐ کی ہو جائے زیارت
اے ماہِ عرب ، ماہِ عجم رحمتِ عالم

مقصود مرا آپ ؐ کی چوکھٹ کا نظارہ
مقصود نہیں باغِ اِرم رحمتِ عالم

اے شاہِ اُمم ؐ حیدرِ کرار ؓ کے صدقے
رکھ لیجیے گا میرا بھرم، رحمتِ عالم

محشر میں مرا کوئی بھی غم خوار نہیں ہے
ہو نظرِ کرم نظرِ کرم، رحمتِ عالم

صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ جیسا کوئی نہ ہوا محترم
آپؐ کا خُلق، جود و سخا محترم

آپؐ کا دو جہانوں میں ثانی نہیں
آپؐ کا وصف سب سے جدا محترم

آپؐ نبیوں میں ہیں برگزیدہ نبیؐ
آپؐ جیسا نہیں دوسرا محترم

آپؐ کی خامشی بھی عبادت ہوئی
آپؐ کی گفتگو اور صدا محترم

آپؐ کی نعت کہنے کے باعث ہوا
میں گنہ گار، بے کار سا محترم

ﷺ

دو جہاں کے مُونس و غم خوار آقا آپؐ ہیں
سب سے اعلیٰ صاحبِ کردار آقا آپؐ ہیں

آپؐ سا دونوں جہاں میں خوب رُو کوئی نہیں
ربِ کعبہ کا حسیں شہکار آقا آپؐ ہیں

آپؐ کے ہی نام سے ہے انبیا کا سلسلہ
دوجہاں کے وارث و سردار آقا آپؐ ہیں

آپ کو رَب نے حسیں اور منفرد پیدا کیا
ایسی رفعت کے صحیح حقدار آقاؐ آپ ہیں

آپؐ کی بعثت سے جاری رحمتوں کا دَور ہے
حشر تک اَب مطلعِ انوار آقا آپؐ ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

آہ نکلی ہے میرے سینے سے
مَیں بہت دور ہوں مدینے سے

در پہ اپنے بُلا لیں شاہِ اُممؐ
مَیں کہ اُکتا گیا ہوں جینے سے

شہرِ پُرنور دیکھ لیتا کبھی
دُور ہی بیٹھ کر سفینے سے

تیری توفیق سے مرے مولا
نعت کہہ لیتا ہوں قرینے سے

کِھل اُٹھے گا حضورؐ پھر امجدؔ
آبِ زم زم کا گھونٹ پینے سے

ﷺ

بندگی یکتا کبریا کے لیے
دو جہاں ذاتِ مصطفیٰؐ کے لیے

جس عمل سے حضورؐ خوش ہوں گے
وہ عمل کیجیے خدا کے لیے

میں نے سنت کے زندہ کرنے کو
آبِ زم زم پیا ہے شفا کے لیے

سیدھے رستے پہ گامزن رہنا
ہے ضروری مرِی بقا کے لیے

شعر تازہ کہے حُسین امجدؔ
مَیں نے سردارِ انبیاؐ کے لیے

صلی اللہ علیہ وسلم

حالتِ اِلتفات نے اِیسا کمال کر دیا
اُجڑی ہوئی بہار کو رنگِ جمال کر دیا

مرے حضورؐ! دل مرا برسوں سے بے قرار ہے
مرا تو اضطراب نے جینا محال کر دیا

مَیں نے حضور آپؐ کے بچوں کا واسطہ دیا
مجھ کو خدائے پاک نے آسودہ حال کر دیا

میرے حضورؐ! حشر میں مجھ کو بھی بخشوائیں گے؟
دل میں یہی سوال تھا، آخر سوال کر دیا

میرے شعور و فکر نے اہلِ یقیں سے کہہ دیا
اُنؐ کی نوازشات نے مجھ کو نہال کر دیا

صلی اللہ علیہ وسلم

مرے اظہار کا دعویٰ درونِ چشمِ تر ٹھہرا
مرا وجدان بالآخر مرا رختِ سفر ٹھہرا

مدینہ شہر کی خوشبو رچی اِحساس میں میرے
مدینہ شہر میں اِک لمحہ دل میرا جدھر ٹھہرا

مسافت کی تھکن سے جو مسافر نے بہایا تھا
''وہی آنسو مسافر کا چراغِ رہگزر ٹھہرا''

خدا کے سامنے آقاؐ، کسی کی چل نہیں سکتی
حوالہ آپؐ کا دونوں جہاں میں معتبر ٹھہرا

میں چشمِ تَر لیے اِک روز پہنچوں گا حسین امجدؔ
اگر میرے مقدر میں مدینے کا سفر ٹھہرا

ﷺ

ہر خوشی آپؐ پر مَیں لٹاتا ہوا
سُوئے طیبہ چلوں مسکراتا ہوا

پھیل جاؤں مدینے کے چاروں طرف
اَشک سے مَیں سمندر بناتا ہوا

دُور سے دیکھ لُوں گنبدِ سبز کو
آپؐ کے نور سے جگمگاتا ہوا

پیش ہو جاؤں میں آپؐ کے روبرو
شرم سے کانپتا لڑکھڑاتا ہوا

آپؐ کے سامنے رو پڑوں پھوٹ کر
حالِ دل بے خودی میں سناتا ہوا

ﷺ

میرے حضورؐ! ایسا کوئی ماہ و سال ہو
حاضر درِ حضورؐ پہ بھی خستہ حال ہو

میرے حضورؐ! شہر میں غربت نہ ہو کوئی
میرے حضورؐ! ہر کوئی آسودہ حال ہو

میرے حضور! آپؐ کی مدحت کے فیض سے
اللہ کرے کہ شعر مِرا باکمال ہو

میرے حضورؐ! کفر کا آسیب ہو فنا
میرے حضورؐ! دہر کی رونق بحال ہو

میرے حضورؐ! حرف کو تاثیر ہو عطا
میرے حضورؐ! نعت مرِی بے مثال ہو

میرے حضورؐ! دل مرِا ہو جائے مطمئن
میرے حضورؐ! دُور بھی رنج و ملال ہو

میرے حضورؐ! آپ کا دیدار ہو نصیب
میرے حضورؐ! بار ہا امجدؔ نہال ہو

O

نقش کوئی بھی معتبر نہ ہوا
نقشِ پائے رسولؐ کی مانند

ا

صلی اللہ علیہ وسلم

یہ مجھ غریب پہ احسان ہو نہیں سکتا؟
حضور! آپؐ کا مہمان ہو نہیں سکتا؟

حضور! آپؐ مری مشکلوں کو جانتے ہیں
سفر حیات کا آسان ہو نہیں سکتا؟

حضورؐ! دل میں مرے بھی تو ایک خواہش ہے
مَیں در پہ آپؐ کے دربان ہو نہیں سکتا

خدا کے عرش تلک آپؐ کی رسائی ہے
کوئی بھی آپؐ سا ذیشان ہو نہیں سکتا

مَیں دست بستہ درود و سلام بھیجتا ہوں
یہ اور بات کہ حسّانؓ ہو نہیں سکتا

قبول کرلیں مرِے ٹوٹے پھوٹے لفظوں کو
کہ شعر آپؐ کے شایان ہو نہیں سکتا

بروز حشر پڑھے نعت آپؐ کی امجدؔ
تو کیا نجات کا سامان ہو نہیں سکتا؟

صلی اللہ علیہ وسلم

انبیاؑ میں خاص آپؐ ہیں
دین کی اساس آپؐ ہیں
دھڑکنوں میں نام آپؐ کا
کتنے دِل کے پاس آپؐ ہیں

ﷺ

آنکھوں کو رنگِ نور سے کرتا ہوں باوضو
دل میں بسی ہوئی ہے مدینے کی آرزو

مانگا ہے نور آپؐ سے تاروں نے بھیک میں
پھولوں کو بھی تو آپؐ نے بخشا ہے رنگ و بو

اے کاش! خاکِ طیبہ کو، جی بھر کے دیکھتا
اے کاش! غارِ ثور سے کرتا میں گفتگو

روشن سنہری جالیاں چوموں نگاہ سے
پڑھ لوں درودِ پاک بھی روضے کے روبرو

ہر ذِی شعور آپؐ کا احسان مند ہے
رکھی ہوئی ہے آپؐ نے اِنساں کی آبرو

زندہ رہے گا تا بہ ابد آپؐ کا غلام
اپنا کے صبر و شکر کی، عفو و کرم کی خُو

امجدؔ گناہ گار کو اب اِذن دیجیے
لکھے وہ نعت ایسی کہ ہو جائے سرخرو

ﷺ

نفرتوں کے سمیٹ کر کانٹے
پیار کے پھُول آپؐ نے بانٹے

صلی اللہ علیہ وسلم

''جو شخص آپؐ کے قدموں کی دھول ہوتا نہیں''
قسم خدا کی، محبِ رسولؐ ہوتا نہیں

دیارِ شاہِ اُممؐ، رحمتوں کا مسکن ہے
یہاں پہ رنج و الم کا نزول ہوتا نہیں

حضور آپؐ کی مدحت شعار ہو جس کا
غموں کے دشت میں رہ کر ملول ہوتا نہیں

مدینہ شہر کو، ہر شہر پر فضیلت ہے
ہر ایک شہر تو، شہرِ رسولؐ ہوتا نہیں

کرم ہے آپؐ کا مجھ بے ثبات بندے پر
کہ خار زار میں رہ کر ببول ہوتا نہیں

وہ مسترد ہے خدا کی جناب میں امجدؔ
جو بارگاہِ نبیؐ میں قبول ہوتا نہیں

ﷺ

رحمتِ دو جہاں آپؐ ہیں آپؐ ہیں
فخرِ کون و مکاں آپؐ ہیں آپؐ ہیں

صلی اللہ علیہ وسلم

مَیں اس یقین سے پڑھتا ہوں بار بار درود
کہ پل صراط سے کر دے گا مجھ کو پار درود

خزاں رسیدہ بدن کو بہار کرتا ہے
نفس نفس کو بھی رکھتا ہے مشکبار درود

غمِ حیات سے کرتا ہے بے نیاز مجھے
دل و نگاہ کو دیتا ہے یوں قرار درود

ہزار شکر مرِی روح تک مہک اُٹھی
مرِے لبوں نے کِیا جب بھی اِختیار درود

میں ریزہ ریزہ ہوا میں بکھر گیا ہوتا
مرِے وجود کو رکھتا ہے برقرار درود

مرِے غموں کا مداوا نہیں ہے اِس کے سوا
زہے نصیب کہ ہے میرا غم گسار درود

درودِ پاک سے دنیا میں اِک مقام ملا
مجھے بہشت سے کر دے گا ہم کنار درود

مَیں اِس لیے بھی درود و سلام بھیجتا ہوں
کہ بھیجتا ہے محمدؐ پہ کردگار درود

مری نجات کا باعث بنے حسینؔ امجد
زہے نصیب رہے عمر بھر شعار درود

صلی اللہ علیہ وسلم

مُخلص و مہرباں آپؐ کی ذات ہے
حامیِ بے کساں آپؐ کی ذات ہے
احمدِ مُصطفیٰؐ اے حبیبِ خدا
محورِ عاشقاں آپؐ کی ذات ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

زہے نصیب مجھے آپؐ سے محبت ہے
خدا کا شکر کہ حصے میں، میرے مدحت ہے

حضور! آپؐ مِرے رنج و غم کے ساتھی ہیں
حضور! آپؐ کی ہر پل مجھے ضرورت ہے

مَیں جانتا ہوں، مجھے جو بھی احترام ملا
یہ فیض آپؐ کا ہے، آپؐ کی عنایت ہے

بچا لیا ہے مجھے آپؐ کی محبت نے
حضور! آپؐ سے مجھ کو بڑی سہولت ہے

بُلا لیں شاہِ ؐ مدینہ مجھے بھی قدموں میں
درِ حضورؐ مجھے دیکھنے کی حسرت ہے

مَیں پُل صراط سے پَل مِیں گزر بھی سکتا ہوں
جو آپ ؐ کہہ دیں کہ امجؔد تجھے اجازت ہے

ﷺ

بجز سیاہی کے دامن میں کچھ نہ تھا امجؔد
بروزِ حشر مرا نعت کہنا کام آیا

صلی اللہ علیہ وسلم

فیضانِ محمدؐ ہے ہر آن مدینے میں
اس بار گزاروں میں رمضان مدینے میں

اِس بار مدینے سے آ جائے بُلاوا بھی
اس بار تو پڑھتا مَیں قرآن مدینے میں

اے کاش! کہ جیتے جی یہ وقت کبھی آئے
کہ خواب میں مِل جائیں حسانؓ مدینے میں

میں شاہِؐ مدینہ کی چوکھٹ پہ پڑا رہتا
اے کاش! کہ ہوتا میں دربان مدینے میں

طیبہ کے نظاروں کو آنکھوں میں بسا لیتا
اشکوں سے رقم کرتا دیوان مدینے میں

افسردہ حسین امجؔد ہر ایک سے کہتا ہے
خوشیوں کا میسر ہے سامان مدینے میں

صلی اللہ علیہ وسلم

اِسی لیے تو مجھے ناز ہے مقدر پر
زہے نصیب کہ حصے میں نعت آپؐ کی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

نعتِ سَرورؐ مجھے عطا ہوئی ہے
لُطف کی آج اِنتہا ہوئی ہے

آپؐ کی ذات کے وسیلے سے
میری مقبول ہر دعا ہوئی ہے

آپؐ کے حسن سے جہانوں میں
رنگ، خوشبو، دھنک، صبا ہوئی ہے

آپؐ کی پیروی کے باعث ہی
دولتِ عشق بے بہا ہوئی ہے

سیرتِ مصطفیؐ کے جلوے میں
رہنمائی مجھے عطا ہوئی ہے

مجھ گنہگار پر حسینؔ امجد
رحمتِ شاہِؐ دو سرا ہوئی ہے

صلی اللہ علیہ وسلم
حُسینؔ گنبدِ خضریٰ کا ذِکر آتے ہی
فضائے قلب و نظر موجۂ بہار ہوئی

ﷺ

قرآنِ مبیں باعثِ ایمان مبارک
صد شکر ملے سیدِ سلطانؐ مبارک

جو آلِ پیمبرؐ کی غلامی میں جیے ہیں
تا حشر رہیں گے وہی انسان مبارک

اے کاش! مدینے میں انہیں نعت سناتا
ہر شعر پہ دیتے مجھے حسانؓ مبارک

اے کاش! مجھے کہتے ثنا خوانِ نبیؐ ہو؟
اے کاش! کہ دیتے مجھے دربان مبارک

اے کاش! کہیں قبر میں سرکارِؐ دوعالم
کس واسطے امجدؔ ہو پریشان؟ مبارک

صلی اللہ علیہ وسلم

کب میرا حرف لائقِ شایان نعت ہے؟
مَیں کہہ رہا ہوں نعت یہ فیضانِ نعت ہے

پروردِگار کرتا ہے توصیف آپؐ کی
اللہ کا کلام ہی شایانِ نعت ہے

ایسی حضورؐ دل کی فضا مستقل رہے
جیسی مرے حضورؐ یہ دورانِ نعت ہے

میرے حضور آپؐ کا مدحت نگار ہوں
مجھ پر مرے حضورؐ یہ احسانِ نعت ہے

میرا وجود سایۂ رحمت میں آ گیا
سایہ فگن ازل سے ہی دیوانِ نعت ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

آنکھ سے پھوٹیں اِلتجا کے گلاب
لب پہ کھلنے لگیں دُعا کے گلاب
شعر کی شکل میں حسین امجؔد
پیش کرتا رہوں ثنا کے گلاب

ﷺ

حضور! لوح و قلم آپؐ کو ودیعت ہے
جہانِ عِلم و ہنر آپؐ کی بدولت ہے

حضور! آپؐ سے ہے لا الہ کی تفسیر
''حضور! آپؐ کا اُسوہ جہانِ رحمت ہے''

حضور! ذکرِ محمدؐ سَرُور ہے دل کا
حضور! نامِ محمدؐ میں اِک حلاوت ہے

حضور! آپؐ کا ہر اِک عمل ہوا مقبول
حضور! آپؐ سے منسوب ہر عبادت ہے

حضور! آپؐ کی نسبت سے دور ہو جائے
ہمارے دل پہ جمی بدنما کثافت ہے

ہم اہلِ بیت کے منگتے ہوئے حسینؔ امجدؔ
ہمیں کسی سے کوئی بغض نہ عداوت ہے

صلی اللہ علیہ وسلم
میرے ماں باپ جائیں جنت میں
میرے مالک حضورؐ کے صدقے

صلی اللہ علیہ وسلم

طٰہٰ حضورؐ، حامد و اطہر حضورؐ ہیں
میرے تمام عیبوں پہ چادر حضورؐ ہیں

میرا عقیدہ، مسلک و ایمان ہے یہی
خالق کے بعد افضل و برتر حضورؐ ہیں

میرے حضورؐ! عالمِ اِمکان کے چراغ
عقل و خرد کے باب کا مصدر حضورؐ ہیں

یہ کور چشم آپؐ کو جانیں گے کس طرح
رحمت کی بوند ہیں کہ سمندر حضورؐ ہیں

بس آپؐ پر تمام نبوت کا سلسلہ
دینِ خدا کے ماتھے کا جھومر حضورؐ ہیں

مہتاب و آفتاب منور سہی مگر
اقلیمِ شش جہات کے خاور حضورؐ ہیں

امجدؔ میں اپنی بات کو کرتا ہوں مختصر
''اللہ نور، نور کا پیکر حضورؐ ہیں''

صلی اللہ علیہ وسلم

دِن چڑھے، رات ہو مدینے میں
قبلہ رُو نعت ہو مدینے میں

صلی اللہ علیہ وسلم

حضورؐ! بعد میں پہنچوں گا شہرِ مکہ تک
ابھی تو میری رسائی نہیں مدینہ تک

حضورؐ اِذنِ سفر اَب مجھے عطا کر دیں
درود پڑھتا چلا آؤں گا مدینہ تک

حضور آپؐ کی نظر کرم پڑے جس پر
تو اُس کے دل سے نکل جائے بغض، کینہ تک

حضور آپؐ مِری دستگیری فرمائیں
ابھی تو پہنچا نہیں ہوں مَیں پہلے زینہ تک

حضورؐ شہرِ مدینہ میں بخششوں کے سبب
مرے بدن کا مہکنے لگا پسینہ تک

حضور آپؐ کی سنت سے مل گیا ہے مجھے
خلوص، طرزِ ادا، ہر عمل، قرینہ تک

صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ جس وقت مِرے دھیان میں آجاتے ہیں
مہر و مہ دل میں مری جان میں آجاتے ہیں

حرف جو نعت کے مصرعوں میں پروئے جائیں
یوں چمکتے ہیں کہ پہچان میں آجاتے ہیں

چشمۂ عشقِ نبیؐ دِل میں اگر پھوٹے تو
نیک اوصاف بھی انسان میں آ جاتے ہیں

اہلِ دیں آج بھی ناموسِ رسالت کے لیے
سر بکف جنگ کے میدان میں آجاتے ہیں

حشر کے روز شفاعت کی طلب میں امجدؔ
اُمتی صحنِ خیابان میں آجاتے ہیں

ﷺ

زندگی ہے حضورؐ کے صدقے
ہر خوشی ہے حضورؐ کے صدقے

ماہ و خورشید کب تھے یوں روشن؟
روشنی ہے حضورؐ کے صدقے

اِس زمیں کا وجود تھا ہی نہیں
یہ بنی ہے حضورؐ کے صدقے

نیلگوں چھت نما حسیں چادر
جو تنی ہے حضورؐ کے صدقے

لہلہاتی نظر کو بھاتی ہوئی
دل کشی ہے حضورؐ کے صدقے

بخت پر ناز کر حُسین امجدؔ
تُو دھنی ہے حضورؐ کے صدقے

صلی اللہ علیہ وسلم

مَیں رہ گیا ہوں نہیں جا سکا مدینے کو
سو میری آہ گئی دل گیا مدینے کو

خدا کے واسطے میرا پیام لے جانا
یہاں سے جانے لگو جب صبا مدینے کو

خدا کرے کبھی ایسا بھی کوئی وقت آئے
ہر ایک مجھ سے کہے تُو چلا مدینے کو

مدینہ شہرِ تمنا رہے گا حشر تلک
مِرے حضورؐ نے دی ہے دعا مدینے کو

یہ کور چشم سبھی دیکھنے سے قاصِر ہیں
''نظر سے جاتا ہے اک راستہ مدینے کو''

مجھے خود اپنی خبر کب رہی حسین امجدؔ؟
نجف گیا تھا کہ روتا گیا مدینے کو

صلی اللہ علیہ وسلم

زہے نصیب مری پہلی آرزو ہیں آپؐ
خوشا! کہ شام و سحر میری گفتگو ہیں آپؐ

خدا نے اعلیٰ و ارفع بنا کے بھیجا ہے
ہر ایک آیتِ قرآں کے ہو بہ ہو ہیں آپؐ

ازل سے تا بہ ابد ہر نفس ہی جانتا ہے
تمام عالمِ امکاں سے خوبرو ہیں آپؐ

خدائے پاک نے ہر وصف سے نواز دیا
سراپا مہر و محبت ہیں، نرم خو ہیں آپؐ

بجا ہے آپؐ دو عالم کے آخری ہیں رسولؐ
بجا ہے ختمِ نبوت کی آبرو ہیں آپؐ

تمام عمر کہے گا یہی حُسین امجدؔ
مری تو آپؐ ہی خواہش ہیں جستجو ہیں آپؐ

ﷺ

"تُو اِس قدِ دل کش سے جو گلزار میں آوے"
پھولوں کی مہک موجۂ مہکار میں آوے

اے شاہِ اُمم آپؐ کے نعلین کے صدقے
جنت کی فضا صورتِ آثار میں آوے

سرکارؐ مجھے ایسا کوئی ورد عطا ہو
تاثیر مرے لہجۂِ گفتار میں آوے

جس مہر و محبت کا شہاؐ درس دیا تھا
وہ مہر و محبت مِرے کردار میں آوے

صدیوں سے جسے ایک جہاں سوچ رہا ہے
وہ عالی نسب دیدۂ بیدار میں آوے

مَیں چوم کے آنکھوں سے اِسے دل میں بسا لوں
مصرع ہی اگر نعت کے معیار میں آوے

صلی اللہ علیہ وسلم

خدا کے سامنے میرا وقار آپؐ سے ہے
مرے حضور! مرا، اعتبار آپؐ سے ہے
حضور آپؐ سے پہلے خزاں کا ڈیرا تھا
ہر اک چمن میں گُلوں پر نکھار آپؐ سے ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ کا نامِ نامی بسم اللہ
عرش بولا تمامی بسم اللہ

آپؐ کی ذات سے ہوا منسوب
سلسلۂ دوامی بسم اللہ

آپؐ کو اپنے دھیان میں رکھ کر
مَیں کروں خود کلامی بسم اللہ

آپؐ کے واسطے ہوئی لازم
دوجہاں کی سلامی بسم اللہ

شاہِؐ ابرار کی حسین امجدؔ
حصے آئی غلامی بسم اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم

قسمت میں مری مدحتِ سلطانِؐ مدینہ
محبوب مجھے سیرتِ سلطانِؐ مدینہ

سرکارِؐ دو عالم کی عنایات کے صدقے
صد شکر ہوئی بیعتِ سلطانِؐ مدینہ

اے کاش! مِرے دل میں رہے آپؐ کی صورت
آنکھوں میں بسے عترتِ سلطانِؐ مدینہ

اللہ سے دن رات یہی مانگ رہا ہوں
مِل جائے مجھے قربتِ سلطانِؐ مدینہ

امجدؔ سے گنہگار، خطا کار پہ دیکھو
کس درجہ ہوئی رحمتِ سلطانِؐ مدینہ

صلی اللہ علیہ وسلم

مدحِ خیر البشرؐ کر کے دیکھو
تیرہ شب میں سحر کر کے دیکھو

زندہ کر لو ابھی ایک سنت
اِک خطا در گزر کر کے دیکھو

مصرعۂ نعت میں کرکے شامل
حرف کو معتبر کر کے دیکھو

دل کو لے جاؤ شہرِ مدینہ
روح کو ہمسفر کر کے دیکھو

رب کی رحمت اُترتی ہے امجدؔ
شب مدینے بسر کر کے دیکھو

ﷺ

دیجیے آسرا خاتم الانبیاؐ
مَیں غلام آپؐ کا خاتم الانبیاؐ

آپؐ سا دو جہاں میں کوئی بھی نہیں
اے شہِ دو سرا خاتم الانبیاؐ

سوکھے لب میرے اب مسکرانے لگے
میں نے جونہی کہا خاتم الانبیاؐ

آپؐ کے نورِ اطہر سے روشن ہوئے
عشق، صبر و رضا خاتم الانبیاؐ

شکر ہے مجھ سے بے کار، لاچار کو
ذِکر اپنا دِیا خاتم الانبیاؐ

اپنی کملی میں مجھ کو چھپا لیجئے
آج بہرِ خدا، خاتم الانبیاؐ

کیجئے مجھ سے منگتے پہ لطف و کرم
ہے مِری التجا خاتم الانبیاؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

مِری بخشش کا واحد راستہ بھی
شہِ لولاکؐ سے لپٹا ہوا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

سکونِ دل ملا نعتِ نبیؐ سے
مری تو جان چھوٹی بے کلی سے

ازل سے تا ابد نسبت ہے میری
خدا کے آخری سچے نبیؐ سے

بُلا لیں گے مجھے شاہِؐ مدینہ
مسلسل روئے جاؤں مَیں خوشی سے

مِرے آقاؐ نے یہ تعلیم دی ہے
ادب سے پیش آؤ ہر کسی سے

مِرا پہلے کہیں چرچا نہیں تھا
مِری پہچاں ہوئی نعتِ نبیؐ سے

خدا نے دین کی محنت کے بدلے
جہانوں کو بچایا تیرگی سے

مدینہ مستقل مسکن ہو میرا
الٰہی تھک گیا ہوں بے گھری سے

حسین امجدؔ درِ سرکارؐ دیکھے
کبھی گزرے مدینے کی گلی سے

صلی اللہ علیہ وسلم

شاہِ ابرارؐ سے حسین امجدؔ
لفظ مانگے ہیں نعت کہنے کو

صلی اللہ علیہ وسلم

مرحبا! چشمِ اِلتفات ہوئی
مُدتوں بعد ایک نعت ہوئی

میں مسلسل درود پڑھتا گیا
ہمنوا ساری کائنات ہوئی

نورِ احمدؐ سے روشنی پھیلی
چاندنی جیسی کالی رات ہوئی

آپؐ کے فیض اور شفاعت سے
حشر کے دن مِری نجات ہوئی

ساری ازبر مجھے حسین امجدؔ
خواب میں آپؐ سے جو بات ہوئی

ﷺ

جب دُعا بارور نہیں کوئی
میرا طیبہ سفر نہیں کوئی

آگہی آپؐ پر تمام ہوئی
آپؐ سا دیدہ ور نہیں کوئی

آپؐ ہیں معتبر رسولوں میں
آپؐ سا معتبر نہیں کوئی

میرے دل کو گداز بخشیں حضورؐ
آہ میں بھی اثر نہیں کوئی

شاہِ دیں آپؐ کے غلاموں کو
حشر کا خوف، ڈر نہیں کوئی

دونوں عالم میں آپؐ کے چرچے
آپؐ سا نامور نہیں کوئی

صلی اللہ علیہ وسلم

پہلے دن سے خدا نے رکھی ہے
اُنؐ سے منسوب ہر گھڑی روشن

ﷺ

مرا تو خطاؤں سے دامن بھرا ہے
حضور آپؐ کا، آپؐ کا آسرا ہے

تمنائے دل، شوقِ دیدار لے کر
مِرا دل بھی سُوئے مدینہ چلا ہے

مرے زخم پر خاکِ طیبہ لگاؤ
ہرے زخم بھرنے کی بہتر دوا ہے

حضور! آپؐ کے نقشِ پا کی بدولت
جہاں شب گزیدہ بھی روشن ہوا ہے

جہاں میں میسر نہیں ایسی امجؔد
کہ جیسی مدینے کی آب و ہوا ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

سونا، چاندی، گُہر ہے ذکرِ رسولؐ
ہر جگہ معتبر ہے ذکرِ رسولؐ

بے ہنر صاحبِ کمال ہوئے
اِس قدر باثمر ہے ذکرِ رسولؐ

اِس زمیں تک نہیں رہا محدود
گونجتا عرش پر ہے ذکرِ رسولؐ

ذرہ ذرہ درود پڑھتا ہے
جاری شام و سحر ہے ذکرِ رسولؐ

اور کیا چاہیے حسین امجدؔ؟
ساتھ تیرے اگر ہے ذکرِ رسولؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

حقیقت کا سرِ نہاں ہیں محمدؐ
کہ ہر بے اماں کی اماں ہیں محمدؐ

گنہگارو دامانِ رحمتؐ میں آؤ
کڑی دھوپ میں سائباں ہیں محمدؐ

ذرا سی بھی دل میں عداوت نہ رکھی
محبت کے سیلِ رواں ہیں محمدؐ

بنی نوع انسان اس پر ہیں شاہد
ہمہ وقت وردِ زباں ہیں محمدؐ

بفیضِ خدا فیض جاری رہے گا
بفیضِ خدا، جاوداں ہیں محمدؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

اے کاش کہ حضورؐ کا دیدار ہو نصیب
آنکھوں کے سامنے رہے صُورت حضورؐ کی

ﷺ

اُنؐ کی توصیف بصد شوق سدا لکھے گی
میری مٹی میں وفا ہے تو ثنا لکھے گی

مَیں مدینے کی فضاؤں میں چلا جاؤں گا
شعر دل پر مِرے، طیبہ کی ہوا لکھے گی

درِ اقدس پہ مِری عین جبیں سائی کے وقت
آخری سجدہ مِرا، موت ادا لکھے گی؟

پا برہنہ میں چلا جاؤں مدینے کی طرف
میری خواہش ہی مجھے آبلہ پا لکھے گی

نعت کے مصرع کو اِلہام کی صورت دل پر
خوش نوا، بادِ صبا، صلِ علیٰ لکھے گی؟

ﷺ

وردِ صلِ علیٰ شفا کے لیے
یہ وسیلہ بنے دعا کے لیے

مَیں نے ہر سانس وقف کر دی ہے
مدحتِ شاہؐ دو سرا کے لیے

ایک مُدت سے مَیں ترستا ہوں
شہرِ طیبہ تری ہوا کے لیے

حسن دونوں جہاں میں رکھا گیا
سرورِ شاہِ انبیاؐ کے لیے

نعت کہنے لگے حسین امجدؔ
اِذن دے دیجیے خدا کے لیے

ﷺ

عظیم ہادی، عظیم رہبر درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر
تمام نبیوں میں سب سے بڑھ کر درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر

مجھے یقیں ہے کہ روزِ محشر، حضورؐ میرا بھی نام لے کر
مجھے پلائیں گے آبِ کوثر، درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر

مَیں اُنؐ کے لطف و کرم پہ نازاں، مَیں اُنؐ کے جود و سخا پہ قرباں
مجھے عطا ہو گی نعتِ سرورؐ، درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر

جہاں میں ہر سُو درندگی تھی، یہ نیم مردہ سی زندگی تھی
جہاں میں لائے حیا کا زیور درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر

یہ بات سچ ہے کہ حرزِ جاں ہے، درودِ انور سے تر زباں ہے
درود پڑھتا رہوں برابر، درود اُنؐ پر سلام اُنؐ پر

صلی اللہ علیہ وسلم

لطف و مہر و عنایت پہ لاکھوں سلام
آپؐ کے حُسنِ سیرت پہ لاکھوں سلام

آپؐ کے اک تبسم پہ لاکھوں درود
آپؐ کے خلُق و عادت پہ لاکھوں سلام

آپؐ کے نقشِ پا پہ کروڑوں درود
صبر و تقویٰ، قناعت پہ لاکھوں سلام

آپؐ جیسا زمانے میں کوئی نہیں
آپؐ کی شان و شوکت پہ لاکھوں سلام

ذکرِ صلِ علیٰ بخت سے مل گیا
آپؐ کے حرفِ مدحت پہ لاکھوں سلام

جن دلوں پہ حکومت سدا آپؐ کی
اُنؐ دلوں کی طہارت پہ لاکھوں سلام

اِس زمیں پہ فرشتے اُتارے گئے
دینِ فطرت کی نصرت پہ لاکھوں سلام

عرش والے سبھی مِل کے کہنے لگے
آپؐ کے قد و قامت پہ لاکھوں سلام

آپ میرے عمل سے بھی ہیں باخبر
پردہ پوشی کی عادت پہ لاکھوں سلام

صلی اللہ علیہ وسلم

خواب میں آیئے کبھی میرے
اِلتجا آپؐ سے نبیؐ میرے
نسبتِ مصطفٰےؐ کے باعث ہی
دوست بن جائیں اجنبی میرے